## خطاب جلیل بزبان حضرت خواجہ محمد خلیل رحمت اللہ علیہ

الحمد للہ رب العالمین والصلواۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین. اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (الحشر: 18)

حضرات ! اس فقیر ذرہ بے مقدار نے جمیع حضرات کے سامنے جو آیت شریف تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ جتنا مطلب فقیر کو یاد ہے پیش کیا جائیگا۔ اللہ تعالی آپ کو توفیق عمل عطا فرمائے۔

حضرات قوۃ انسانی سعادت انسانی کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ قوۃ نظریہ ہے دوسرا حصہ قوۃ عملیہ ہے۔ قوۃ نظریہ کیا ہے؟ انسان جہل مرکب جہل بسیط کی ظلمات سے نکل کر روشنیء ایمان میں داخل ہو جائے۔ روشنی ایمان کیا ہے؟ کہ اللہ کو اللہ تعالیٰ کی ذات اس کی صفات، اس کے رسول، اس کی کتابوں اور قیامت پر ایمان لائے اور توہمات اور تخیلات باطلہ کی دَلدَل سے وہ نکل آئے۔ شریعت میں اس کو ایمان کہتے ہیں اور لغت میں ایمان امن سے مشتق ہے۔ انسان ایمان لاکر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ اور بے غم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے امن میں آ جاتا ہے۔ پھر

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے ایمان والو ایمان پر ثابت رہو۔

اور اسی میدانِ ایمان میں ترقی کرنے کیلئے تقویٰ کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ ایمان میں ترقی جو ہوتی ہے تقویٰ سے ہوتی ہے۔ تقویٰ کا حکم دیا ترقی ایمان کیلئے وہ تقویٰ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اچھے کام کرنا، اللہ کا خوف ہر وقت دل میں ہونا اور وسائط سعادت کے حاصل کرنا اور مضطرات سے بچنا۔ دوسری ہے قوت عملیہ۔ تہذیب اخلاق ظاہری اور باطنی حاصل کرنا ظاہر کو شریعت کے زیور، ظاہر کو زیورات احکام شریعت سے مزین کرنا، باطن کو نورِ معرفت سے منور کرنا۔ مگر یہ کام ایسے نہیں ہوتا جب تک انسان اپنے نفس کے ساتھ مقابلہ نہ کرے اور جہاد نہ کرے۔ بڑا اہم معاملہ ہے۔ یاد رکھیے شریعت میں چلنا نورِ باطن کی اصلاح ہونا یہ اپنے نفس کے ساتھ خوب مقابلہ کھانا پڑتا ہے۔

چنانچہ سرکار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں:

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ[1]

تیر اور تلوار سے لڑنا کفار کے ساتھ یہ جہادِ اصغر ہے۔ اپنے نفس کو مطیع کرنا اپنے نفس کو خواہشات نفسانی سے روکنا یہ جہادِ اکبر ہے۔ اس میں بڑی بات ہے۔ جب تک نفس سے جہاد نہ ہو تب تک اس کیلئے کوئی راستہ کشادہ نہیں ہوتا۔ آگے فرماتے ہیں: وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ کل کیلئے کیا بھیجا ہے۔ نفس کا لفظ جو ہے یہ نکرہ ہے۔ اس میں تعلیم ہے یعنی ہر شخص جس مرتبے کا ہو، جس خاندان کا ہو، جس قوم قبیلے کا ہو کل کیلئے کچھ اس کو بھیجنا چاہیے۔

قَدَّمَتْ لِغَدٍ کل کیلئے اس کو بھیجنا چاہیے۔ کل کیلئے کیا مطلب؟ یعنی اُس جہاں کیلئے جہاں ہمیشہ رہنا ہے اس کیلئے کچھ توشہ کچھ سامان بھیجنا چاہیے۔ لِغَدٍ کا لفظ کیوں فرمایا کل کیلئے؟ اس سے ایک عجیب نقطہ اور عجیب اشارہ ہے۔ تیری ساری زندگی ایک دن ہے اور دوسرا دن قیامت کا ہے۔ اس لیئے فرمایا مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ [البقرة/110]

جو کچھ تم کمائی بھیجو گے بندہ میں اپنے خزانے میں تمہارے لیے حفاظت میں رکھتا ہوں میں ضایع نہیں کرتا۔ تو خزانے الٰہی میں وہ جمع ہے جو کچھ آپ بھیجتے ہو جو کچھ آپ کرتے ہو۔ کیوں کہ عمر رواں ہے اس لیے انسان نیکی کے کام میں کچھ سرگرمی کرے۔ اپنی قوۃ ادراکیہ اور اپنے لطائف کو اپنے مشاعر کو، مشاعر شعور سے ہے، اس ذات میں محو کرنا چاہیے یہاں تک محویت ہو جائے کہ اپنے آپ کو بھول جائے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

بسا میری نظروں میں ہے خوبرو ❋ جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو

[1] قد روي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما رجع من غزوة تبوك قال: "رجعنا من الجهاد الأصغر إلى الجهاد لأكبر" وأراد بالجهاد الأصغر الجهاد مع الكفار، وبالجهاد الأكبر الجهاد مع النفس. (تفسير البغوي ج 5 ص 402، تفسير البيضاوى ج 4 ص 142، تفسير روح المعانى ج 3 ص 120، التفسير المظهرى ج 1 ص 2570، رد المحتار ج 15 ص 402)

یہ ہے محویت حضرات فقراء ایسا کرنا چاہیے۔ یہ مزہ توحید کا تب ہوگا جب تک اپنے آپ کو اس ذات میں محو نہ کرے فانی نہ کرے۔ مگر میرے پیارے دوستو حضرات فرماتے ہیں:

اے نقش بندِ عالم نقش مرا ببند * نقشِ چناں بہ بند کہ گویند نقشبند

لب ببند و چشم بند و گوش بند گر نہ بینی نورِ حق بر من بخند

یہ نقشبندیہ سمجھا ہے کہ حضرات نقشبندیہ کا کیا طریقہ ہے؟ وہ فرماتے ہیں " نقش بند عالم نقش مرا ببند نقش " تیرا تب مضبوط ہوگا "لب ببند " اپنے لبوں کو بند رکھ۔ بیہودہ بکواس نہ کر، بیہودہ گوئی نہ کر، دشنام دہی نہ کر، جھوٹ نہ بول، گلا نہ کر، کسی کو اپنی زبان سے ایسی حرکت شریہ سے رنج نہ کر۔

**اے نقشبندی!** سن لیا۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ اپنے منہ کو بند رکھ جو تیرے اس منہ کے اس غار میں ایک اژدھا ہے، یہ مخلوق کو تکلیف نہ پہنچائے۔ طعنہ زنی کرنا کسی پر اشارہ شریہ کرنا، زبان ایک ثعبان ہے اس کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ "لب ببند چشم ببند" اپنی آنکھوں کو بند رکھ۔

**نقشبندی !** بیگانی عورت کو نہ دیکھنا، بیگانے مال کو نہ تکنا آپ سمجھے؟ حضور صلواۃ والسلام فرماتے ہیں کہ منافق کی یہ علامت ہے : إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ [1] جس وقت بات کریگا جھوٹ بولے گا۔ معلوم ہوا کہ مومن کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ مومن ہو جھوٹ بولے یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ جھوٹ ضد ہے ایمان کی۔ اگر ایمان ہے تو جھوٹ نہیں ہے اگر جھوٹ ہے تو ایمان نہیں ہے۔ یہ علامت منافق کی ہے۔ جس وقت اس کو امانت دی جائیگی وہ خیانت کریگا۔ معلوم ہوا خیانت کرنا مومن کا کام نہیں۔ خیانت اگر کریگا تو منافق کریگا۔ وعدہ خلافی وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ منافق کی یہ علامت ہے جس وقت وعدہ کرے گا خلاف کرے گا۔ مومن وعدہ کے خلاف کبھی نہیں کر سکتا آپ نے سمجھا؟

---

[1] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ : آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ. رواه البخاري

حضرت سيدنا ابوهريره رضي الله عنہ روايت ڪئي رسول الله صلي الله عليہ وسلم فرمايو تہ: منافق جون ٽي نشانيون آهن. ڳالهائي تہ ڪوڙ هڻي، امانت ۾ خيانت ڪري، جڏهن وعدو ڪري تہ نہ پاڙي.

**اے حضرات نقشبند !** جمع ہوئے یہ عاجز آپ کو درس دے رہا ہے کہ اس بات پر مضبوط رہو۔ اپنی زبان کو بند رکھو۔ اپنی آنکھ کو بند رکھو۔ یہ سبق لے جاؤ اور کسی پر تحقیر اور اہانت کرنے سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ بعض لوگ آنکھوں سے اشارے کرتے ہیں توہین کرتے ہیں، حقارت کرتے ہیں۔

لب ببند و چشم بند و گوش بند۔

زبان کو بند رکھ برے کلام سے، کانوں کو بند رکھ بری باتیں سننے سے، آنکھ کو بند رکھ پرائے مال تکنے سے، بیگانے مال تکنے سے، بیگانی عورت تکنے سے، تماشے دیکھنے سے، سینیما دیکھنے سے۔ کانوں کو بند رکھ بد آوازیں سننے سے جو بیہودہ بات ہے۔

**اے سالک! اے نقشبندی!** تب فیض ہوویگا۔ یہ سبق حاصل ہوا؟ یاد رکھئے ہمیشہ کیلئے اس پر استقامت کرو۔ حضرت امام غزالی نے احیاء العلوم میں لکھا ہے یہ قلب ایک حوض ہے اس میں دریائے رحمت فیض اور برکات جمع ہوتے ہیں۔ مگر یہ حوض رحمت کا پُر ہوویگا، صاف رہیگا کب؟ جب آپ نلکیاں غلاظت کی بند کریں گے۔ اگر آپ چاہتے ہیں میرا حوضِ قلب پُر ہوجائے اللہ تعالیٰ کی محبت کے دریا سے تو پہلے نلکیوں کو بند رکھو۔ کان ایک نلکی ہے جس سے بری باتیں سننے کا اثر قلب پر پڑتا ہے، اس حوض پر پڑتا ہے۔ آنکھ سے دیکھنے کا اثر قلب پر پڑتا ہے، بولنے کا اثر قلب پر پڑتا ہے۔ یہ نلکیاں بند ہوں پھر رحمت کا دریا، محبت کا دریا دیکھو کیسا آپ کو فائدہ پہنچتا ہے۔ آپ کے مشاعر آپ کی قوت ادارک یا لطائف باطنیہ کتنا سیراب ہوتے ہیں اس سے۔ اگر غلاظت چلتی رہیگی تو آپ کو کوئی فائدہ نہیں۔ اس میں ترقی نہیں ہوگی۔ اب مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ پھر آپ آگے فرماتے ہیں :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تقوٓا اُللہ ۚ دونوں لفظ جو ہیں تکرار کیوں ہیں مکرر کیوں ہیں۔ متنبہ کیا گیا ہے غافل کو خبردار ایمان میں خیال کرنا۔ ایمان میں اگر ترقی ہے تو تقویٰ پر متنبہ کرنے کیلئے مکرر لایا گیا ہے اتقوٓا اُللہ ۚ آپ کو تنبیہ کرنے کیلئے اے غافل خبردار اللہ تعالیٰ سے ڈرو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اتقوٓا اُللہ ۚ مکرر ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ ۚ پھر ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اللہ تعالیٰ تیرے کردار سے، تیرے اعمال سے، ہمارے اعمال سے وہ واقف ہے۔ خبردار ! تیرے اعمال سے وہ واقف ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کو اپنے اعمال سے واقف سمجھ کر اخلاص کی سرگرمی پیدا کرو۔ اخلاص میں خلوص میں سرگرمی ہونی چاہیے۔ جو کام کرو صرف اس کی رضا کیلئے۔ پھر آگے فرماتے ہیں وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ ایسا نہ ہونا چاہیے جن لوگوں نے خواہشات نفسانی میں لذات فانی میں آکر محو ہو کر رب کو بھلا دیا اے امت محمد رسول اللہ ﷺ ایسا نہ ہونا چاہیے۔ یہ خاص پیار ہے خاص انعام ہے امت محمد رسول اللہ ﷺ کیلئے کہ آپ ایسا نہ ہونا۔ لذات فانیہ میں خواہشات نفسانی میں آکر لذات فانی میں محو ہو کر اللہ کو بھلا دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بھلا دیا۔ حیات ابدی سے وہ محروم ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کے بھلانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ حیات ابدی سے حیات جاودانی سے سعادت جاودانی سے وہ لوگ محروم ہوگئے۔ معلوم ہوا جو شخص خواہشات نفسانی میں پڑ جائیگا وہ انعام الٰہی سے محروم ہو جائیگا۔ حضور علیہ صلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جس کے دل کے اندر ذرہ مثل رائی دنیا کی محبت ہے اس پر معرفت اللہ تعالیٰ کی حرام ہے۔ معرفت نہیں ہوسکتی۔ دنیا ایک حجاب ہے جب تک یہ حجاب نہ اٹھے تب تک معرفت نہیں ہوتی۔ آپ نے سمجھا؟

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ[1] جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْعِجزِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْقُدرَةِ

جس نے اپنے نفس کو پہچانا کہ میں عاجز ہوں میں محتاج ہوں۔ اس نے اپنے رب کو پہچانا کہ وہ قوۃ اور قدرۃ والا ہے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْحُدُوثِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْقُدُومِ

جس نے اپنے آپ کو سمجھا کہ میں مخلوق ہوں وہ ذات قدیم ہے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالفناءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالبقاءِ

---

[1] تفسير البغوي ج 1 ص 153

جس نے اپنے آپکو سمجھا کہ میں فانی ہوں اور رب کو سمجھ لیا کہ وہ ذات باقی ہے۔

**حضرات !** بات یہ ہے کہ بِسۡمِ اللّٰہِ میں پہلے اسم کا لفظ ہے پھر اسم ذات ہے۔ اسم اللہ سے بسم مقدم ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اگر آپ نے تلاش کرنا ہے تو اس ذات کے واسماء آثار ہیں اس آثار پر چلو۔ اسماء کو لیکر صفات کو لیکر پھر ذات کو پہچو گے۔ اللہ تعالیٰ کو اگر ملنا ہے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا ہے۔ پہلی حالت ابتدائی میں انسان کا تعلق اسم سے ہوتا ہے۔ اس لئے اسم کے آثار کو لیکر چلتے ہوئے اسم کے آثار کو پکڑتے ہوئے طالب مولا مسمّٰی تک پہنچ جاتا ہے۔ معلوم ہوا اللہ کے ملنے کا راستہ اللہ تعالیٰ کے ملنے کا وسیلہ اسم ذات ہے۔ اسم ذات کا ذکر کرو۔ یاد رکھو اسی ذکر میں اللہ تعالیٰ کا انس اللہ تعالیٰ کی محبت اللہ تعالیٰ کا عشق اس ذکرِ الٰہی میں حاصل ہو جائیگا۔ ذکر کرتے کرتے مذکور تک پہنچ جائیں گے۔ اسم بولتے بولتے مسمّٰی تک پہنچ جائیں گے۔ اس لئے ہر وقت کہو اللہ اللہ۔

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ جتنی الفت جتنا انس جتنا تقرب ہم کو ذات سے ہوا ہے وہ اسم کے پکڑنے سے، اسم کے لینے سے، اس پر چلنے سے، اسم کا ورد پکانے سے، ہم اللہ سے مانوس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت ہوئی، اللہ تعالیٰ کا تقرب ہوا، اللہ کا وصال ہوا بذریعہ اسم۔ اس لیے حضرات فقراء کی خدمت میں تاکید کرتا ہوں کہ ہر وقت اسم ذات کا ذکر کرتے رہو۔ اللہ اللہ اللہ۔

یہ ایسا آثار ہے کہ اس کو پکڑتے ہوئے اس نشانی کو اس علامت کو پکڑتے ہوئے مسمّٰی تک پہنچ جاؤ گے۔ اسم کے آثار کو نہ چھوڑو۔

یاد رکھئے، اسم مطلوب نہیں ہے۔ اسم سے مطلوب مسمّٰی ہے۔ جو اسم کا ذکر کرتا ہے وہ مبتدی ہے جب مسمّٰی کی محبت عشق آوے تو منتھی ہے۔ سلوک دو لفظوں میں ہے۔ اگر اللہ اللہ کرتے ہوں وہ مبتدی ہیں، طالب ہیں، تلاش میں ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی محبت آگئی تو یار مل گیا۔ آپ پہنچ گئے۔ یہ منتہی ہیں۔ یار کے ذوق میں یار کے شوق میں ہر وقت تنوار لگی ہوئی ہے کہو نہ اللہ اللہ اللہ اللہ۔

اللہ اللہ کرنے سے وہ ذات ملے گی۔ اگر انس ہوگا ذات سے پیدا ہوگا۔ محبت پیدا ہوگی ذات سے اسم کے ذکر کرنے سے۔ اسم کے ذکر کو پکڑنا اس کو ہمیشہ کرتے رہو۔ اسم وہ چیز ہے کہ مسمّٰی سے ملا دیتا ہے۔ مثلاً عبداللہ ایک شخص کا نام ہے۔ جب عبد اللہ ہم پکارتے ہیں ندا کرتے ہیں یا عبداللہ۔ عبداللہ

تو نام ہے کس کا بحاجت تشخص ذات ہے۔ ہم جب پکارتے ہیں ہمارے دل میں یہ لحاظ ہوتا ہے جس کا نام ہے وہ ہماری طرف متوجہ ہو جائے۔ دل میں یہ ارادہ ہوتا ہے کہ یہ شخص جس کا نام ہے اس کو بلا رہا ہوں۔ جب تک وہ جواب نہیں دیتا تب تک اس کو بلاتا رہتا ہے یا عبداللہ۔ مقصود نام عبداللہ تو نہیں ہوتا وہ ذات ہوتی ہے ھٰذا تشخص۔ اگر ذات مطلوب نہ رہے۔

حضرات نحوی کہتے ہیں کہ معرفہ ہوتا ہے وہ نکرہ بن جاتا ہے۔ اگر ذات ملحوظ ہے و معرفہ رہتا ہے۔ آپ کو اللہ کی ذات مطلوب ہے۔ پہلے پہلے سالک جب اللہ اللہ کرینگے تو ذات ملحوظ ہوگی کہ اسی ذات کو میں پکار رہا ہوں جس کا نام ہے اللہ یہ اسم عظیم ہے۔

سبحان اللہ جو فوائد جو برکات جو سعادت ذات سے حاصل ہیں وہ اس کے اسماء سے حاصل ہیں۔ اگر اس کے اسماء کا ذکر کرتے رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ ان کی برکت آپ کو پہنچے گی۔ جو ذات میں فوائد ہیں وہ اسماء میں فوائد ہیں۔ صرف اسم اللہ کے ایسے فوائد ہیں جس کام کو شروع کرو گے یہ آپ کے کام پر برکت ہوگا۔ اسم کا نام لیکر جس کام کو شروع کرو گے آپ کامیاب ہونگے جو ذات میں کامیابی ہے وہ اسماء میں کامیابی ہے۔ اس کے فضائل اتنے ہیں اس کا ثواب اتنا ہے کہ۔ **لا تعدو ولا تحصي**۔

جتنا ذکر کرتے رہیں گے اس کا انداز ثواب کا نہیں ہے۔ مگر یاد رکھنا اسم پکارنے سے مسمّٰی مطلوب ہے۔ اللہ اللہ کرتے رہو تاکہ اللہ کی محبت ہو جائے اللہ کا عشق آ جائے۔

**فقیرو!** سمجھا ذکر کیوں کرتے ہیں؟ مذکور کے طالب ہیں، مسمّٰی کے طالب ہیں۔ جس کا نام ہے اس کی طرف توجہ ہو جائے، اس سے ملاقات ہو جائے، اس کا وصال ہو جائے۔

**فقیرو!** ذکر کرنے میں مذکور کی محبت اصل مطلوب ذکر نہیں، اصل مطلوب اسم نہیں، اصل مطلوب جو ہے مسمّٰی ہے یا مذکور ہے۔ یعنی مذکور میں فانی ہو جا۔ محویت ہو جائے تیری اس ذات میں تب فائدہ ہوتا ہے۔

بسم اللہ اسم کیوں پہلے لایا گیا ذرا غور سے سمجھو۔ کہا جائے باللہ الرحمٰن الرحیم، بسم اللہ کیوں آیا، اسم ہے ملانے والا۔ طالب کو پہلے اسم بتایا گیا اسم کو پکڑو اس کے ساتھ تعلق رکھو یہ آپ کو مسمّٰی سے ملا دیگا۔ اس لئے فرمایا بسم اللہ پہلے اسم کو تم ذات کو تو نہیں دیکھتے اسم کے تو واقف ہو گئے ہیں۔

اسم کو لاؤ یہ مسمّٰی سے ملادیگا۔ پھر اسماء کی سیر اسم کی سیر سیر الی اللہ ہے۔اس کا حضور ہوگیا،اس کی ہیبت،اسکی جلالت،اسکی عظمت ان کی آنکھوں اس کے دل میں مرکوز ہوجاتی ہے تاکہ لرزنے لگا کانپنے لگا۔اس کی بے نیازی کو بے پرواہی کو،ذات جو ہے لاابالی ذات ہے، بے نیاز ہے، سب اس کے نیاز مند ہیں، اس کی جاء پناہ ہیں۔ وہ بے نیاز ہے۔ سبحان اللہ اپنے ملنے والے کو تسلہ دیتے ہیں۔ اے میرا بندہ! میں بے پرواہ بھی ہوں، بے نیاز بھی ہوں۔ واقعی صحیح ہے تو کانپتا کیوں ہے۔ کانپنا نہیں چاہیے۔ کیوں کانپتا ہے۔ اے میرا بندہ! لیکن یاد رکھنا الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں رحمٰن بھی ہوں، میری رحمنیت کا امیدوار ہو۔ میں رحیم بھی ہوں کیوں کانپتا ہے۔ اے میرا بندہ! مجھ سے ایسا نہ ڈر جو مجھ سے ناامید نہ ہوجائے۔ کیوں کہ میری ذات رحمٰن بھی ہے میری ذات رحیم بھی ہے۔ اس کو کہتے ہیں سیر عن اللہ۔ ذات تک پہنچ کر پھر اس کی صفات میں سیر ہونے لگ گئی۔ پہلے تھی سیر الی اللہ اب شروع ہوگئی سیر عن اللہ۔ پھر پہلے ذات کی اس کے اندر جلالت آگئی جہاں اللہ کا نام آگیا وہاں وہ کانپ گیا۔ پھر فرماتے ہیں جب میں رحمٰن ہوں اور رحیم ہوں میری رحمت اور رحیم ہونے پر بندہ غرہ نہ ہونا۔ غرہ ہوکر قدم تیرا تیز ہوجائے بے فرمانی پر۔ یاد رکھ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ بھی ہوں۔ کہ بندہ شاید غرہ ہوجائے میری رحمت پر غرہ نہ ہونا چاہیے۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ ہوں میں جزادینے والا ہوں۔ جب طالب کہتا ہے، پڑھتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ سیر میں ہوگیا الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ تک پہنچا،اس کی ذات کے کمالات کو جب اس نے دیکھا سیر کی، اس کو بے اختیار اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق پیدا ہوا۔ جب سالک نے اسماء کی سیر کی، صفات کی سیر کی، صفات کے بعد اس کے کمالات کے بعد اس کی ملاقات کا بے اختیار شوق پیدا ہوا۔ پھر اس طالب کو اس کی طرف سفر کرنا پڑا۔ اس کے لئے توشہ بھی ضروری ہے اور سواری بھی ضروری ہے۔ اس کے ملنے کیلئے اِيَّاكَ نَعْبُدُ یہ توشہ حاصل کیا یہ زاد راہ حاصل کیا۔ گو عبادت وصال ہے مگر بغیر مدد الٰہی محال ہے۔ سواری جو ہے اس پر جلدی طے ہوتا ہے۔ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ کی مدد غیبی کی سواری حاصل کرلی۔ جب اس کو اِيَّاكَ نَعْبُدُ سے عبادت کا توشہ مل گیا اور نَسْتَعِيْنُ کی سواری مل گئی، اب سڑک ڈھونڈتا ہے۔

کون سی سڑک پر جاؤں، یار کو ملوں اپنے مالک، اپنے پروردگار سے ملوں۔ پھر سواری، پھر راستہ مانگتا ہے۔ عرض کرتا ہے : اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ سواری بھی مل گئی، خرچہ بھی مل گیا، اب سڑک کی ضرورت ہے جو اپنے محبوب پردگار کا دیدار کروں۔ وہ سڑک حاصل کروں جو لے کر دربار تک پہنچے۔ جب وہ روڈ بھی مل گیا اس کو اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ جب وہ صراط مستقیم پر آگیا، احکام شریعت پر آگیا، اتباع شریعت پر آگیا۔

**میرے دوستو!** روڈ کیا ہے اسلام ہے۔ اسلام کے روڈ پر ایک جوان ہے جو پکار رہا ہے، چلے آؤ چلے آؤ یہ راستہ پکڑو۔ وہ کون ہے قرآن ہے اس روڈ شریعت پر قرآن کھڑا ہے۔ وہ ہر ایک کو بلا رہا ہے ادھر آؤ ادھر آؤ۔ دوسرے راستے مت پکڑو یہ راستہ اسلام کا لو۔ اگر رب کو ملنا ہے تو اس راستے کو پکڑو۔ قرآن بلا رہا ہے۔

**میرا پیارا دوست!** اور روڈ کی تلاش ہوئی، جب اس کو روڈ شریعت مل گیا۔ اتباع شریعت کی سڑک مل گئی۔ اسلام بھی حاصل کر لیا، پھر اس کو خیال ہوتا ہے کہ اکیلا سفر نہ کروں۔ جب روڈ پر چلتا ہے تو سنگت بھی چاہتا ہے کوئی رفیق بھی ہو۔ اکیلا میرا سفر نہ ہو۔ پھر رفیق چاہتا ہے اللہ تعالیٰ سے۔ اے اللہ ایسے رفیق، ایسی ارواح طیبہ مجھے نصیب فرما جن کی صحبت کی وجہ سے، جن کی رفاقت کی وجہ سے میرا سفر آسان ہو جائے۔ جو تکلیفیں اس روڈ پر ہیں ان سے میں بچ جاؤں۔ پھر کہتا ہے : صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ انعام یافتہ جو لوگ ہیں اے اللہ، جو ارواح طیبہ ہیں انکی رفاقت نصیب فرما۔ ان کے ذریعے سے میرا سفر طئے ہو جائے تاکہ صعوبتوں سے تکلیفوں سے بچ جاؤں۔ اس لئے عرض کرتا ہے کہ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ۔

**میرے دوست !** روڈ بھی مل گیا، شریعت بھی مل گئی اور راستہ بھی مل گیا، پھر منعم لوگوں کی رفاقت بھی حاصل ہو گئی۔ اللہ والوں کی صحبت میں بھی آگیا، ان کی محبت میں بھی آگیا، ان کا سہارا بھی لے لیا، اے اللہ مجھے راستہ بھی ملا، مجھے رفیق بھی ملے اب جو میں نے سرمایہ جمع کیا ہے، راہ زنی سے ڈرتا ہوں کہ راستے میں کوئی میرا یہ ایمان نہ لوٹ لے۔ ارواح خبیثہ جو ہیں جو راہ زن ہیں پھر پکارتا ہے :

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ۔اے میرا خدا ! مجھے رفیق بھی مل گئے، اہل اللہ بھی مل گئے،ان کی صحبت محبت میں بھی آگیا، سڑک بھی مل گئی، سب کچھ ہوگیا، لیکن اب ڈرتا ہوں راہ زنوں سے، کہ میرا جو مال ہے جو میں نے حاصل کیا ہے وہ نہ لوٹ لے۔اس لئے کہتا ہے وَلَا الضَّآلِّيْنَ۝ آمین۔

**سمجھ لیا فقیرو!** میں نے کیا عرض کیا ہے،آپ نے کچھ سنا ہے کہ نہیں؟ یہ ہے سلوک۔

حضرات کہتے ہیں کہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ ضمیر منصوب منفصل کو "ك" پر کیوں مقدم کیا گیا ہے۔ تقدیم محو کو تاخیر یہ معمول ہے نَعْبُدُ کا یہ پہلے کیا ہے تقدیم محو کو تاخیر یہ حصہ ہے۔ ذرا غور کر کے سمجھئے فقیر کی بات کو۔ میں نے عرض کیا تھا آپ کو پہلے اسماء کی سیر ہے یہاں آگیا ہے اسماء کی سیر کرتے ہوئے، صفات کی سیر کرتے ہوئے پہنچ گیا عارف اِیَّاكَ نَعْبُدُ اب پہنچ گیا۔ سمجھ آگئی۔ پہلے کیا تھے سبحان اللہ سیر حال غیبیت میں۔ اللہ تعالیٰ کا حضور خطاب نہیں تھا۔ پہلے غیب میں تلاش کرتا رہا اسماء میں صفات میں تلاش کرتے ہوئے پہنچ گیا ہے عبادت میں اِیَّاكَ نَعْبُدُ معلوم ہوا کہ صفات اور اسماء اور صفات کی سیر کرنے کے بعد آپ کو عارف پر معروف کا جلوہ کھل جائیگا۔ پھر کہتا ہے کہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اب آنکھ کھل گئی۔ آپ نے سمجھا یہ معمولی بات نہیں کر رہا ذرا غور کر کے سمجھنا۔ معلوم ہوا اسماء کی سیر سے صفات کی سیر سے اس کے بعد پھر یہ جلوہ کھل گیا، نظر کھل گئی۔ کہتا ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ اب عارف کی معروف پر دل آنکھ لگ گئی ہے، اِیَّاكَ تیری ہی۔ ابھی اسی مقام پر آنکھ کھل گئی۔ صفات کی سیر اسماء کی سیر کے بعد صفات کی سیر کے بعد آنکھ کھلتی ہے۔ کہتا ہے کہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ معروف پر آنکھ لگ گئی خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں یہ لفظ کیوں کہتا ہے تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کو احساس جتاتا ہے کہ میں تیری عبادت کرتا ہوں یا کیا معروف پر آنکھ کیسے لگی۔ کیوں بولتا ہے کہ نَعْبُدُ تیری ہی عبادت۔

بھائی ! وہ اس لئے عرض کرتا ہے کہ اے اللہ سمجھتا ہے کہ میرا اقرب ہے عبادت سے اس لیے عبادت کو ذکر کر کے اپنے معروف کو عرض کرتا ہے سائیں تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ تقرب پیش کرتا ہے، سمجھتا ہے کہ عبادت میں تقرب ہے۔

**فقیرو!** اللہ کو ملنا ہے تو اللہ کی عبادت کرو، قرآن پر چلو، شرعی احکام پر چلو۔
فقیرو! سن لیا اِیَّاكَ نَعْبُدُ طالب کو پہلے آنکھ رکھنی چاہیے ذات پر پھر عبادت ہو سکتی ہے کسی پر آنکھ نہ ہو۔ عبادت وہ مقبول ہے جس کی آنکھ رب پر لگ جائے۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ تقدیم محو کو تاخیر کیوں ہے حصر کیلئے یعنی تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ غیر اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ یہاں پر فقیرو ایک بات مجھے یاد آگئی ہے کہ حضرات فقراء اس فقیر کے ساتھ میل ملاقات رکھتے ہیں۔ دروازے سے یہ عاجز چلتا رہتا ہے تو ملتے رہتے ہیں۔ تمہارا ہمارا جمع ہونا خاص اللہ کی رضا کیلئے ہے۔ کس لئے جمع ہوئے اللہ کی رضا کیلئے۔ بولو ہم جمع ہوئے اللہ کی رضا کیلئے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع کیلئے۔ خدا جانے کب راضی ہوگا جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہم پر راضی ہوگا۔ خدا کی رضا اگر آپ کو تلاش کرنی ہے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رضا حاصل کرو۔ رسول اللہ ﷺ کی رضا کے سوا خدا کی رضا حاصل نہیں کر سکتے۔ جب تک رسول اللہ ﷺ کی رضا نہیں جس کام میں خدا کی رضا نہیں، یہ مسئلہ یاد رکھنا خدا تب راضی ہوگا کب جب رسول اللہ ﷺ راضی ہوگا۔ میں حدیث بھی سنادوں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ , وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ[1]

جس نے میری تابعداری کی اس نے خدا کی تابعداری کی جس نے میری بے فرمانی کی اس نے خدا کی بے فرمانی کی جس نے مجھے خوش کیا اس نے خدا کو خوش کیا جس نے خدا کو خوش کیا دخل الجنتہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔ بولو بھئی خدا کی رضا کس ذات میں ہے کہو رسول اللہ ﷺ کی ذات میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ راضی ہے تو خدا راضی ہے۔ جس پر رسول اللہ ﷺ راضی نہیں ہے تو خدا راضی نہیں۔ کیوں وہ مخلوق کی اصل ہے، وہ مخلوق کیلئے تخم ہے۔ ساری کائنات جو پیدا ہوئی ہے رسول اللہ ﷺ کے صدقے

---

[1] تفسیر عبدالرزاق الصنعاني ج 1 ص 465. واخرجه مسلم وابن ماجه والنسائی عن ابی ھریرۃ بلفظ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ يَعْصِنِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ۔

معلول کا تعلق علت کے ساتھ رہتا ہے۔آپ نے سمجھا علت تحت رہتی ہے علت مقدم معلولات پر۔ یہ مسئلہ کچھ اور ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اے محبوب اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا، نہ آسمان پیدا کرتا، نہ زمین پیدا کرتا۔①

**سنئیے بھائی !** حدیث قدسی میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرا محبوب زمین پیدا کی تیرے لئے۔آسمان پیدا کئے تیرے لئے، کائنات پیدا کی تیرے لئے۔ سبحان اللہ مخلوقات پیدا کی تیرے لئے۔ باغات بنائے تیرے لئے، نہریں بنائیں تیرے لئے، جو کچھ زمین اور آسمان کے درمیان یا زمین آسمان میں جو کچھ بنایا سب محبوب تیرے لئے جو کچھ میں نے بنایا سب تیرے لئے۔

حضور علیہ الصلواۃ والسلام جواب میں عرض کرتے ہیں اے میرے مولیٰ تم نے جو کچھ بنایا میرے لئے میں نے سب کچھ چھوڑا تیرے لئے۔ حضور علیہ الصلواۃ والسلام فرماتے ہیں میرا دنیا کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ میں ایسے ہوں جیسا کوئی سفر کر رہا ہے۔ درخت کے نیچے وہ وقت لیتا ہے۔ میں اسی طرح ہوں دنیا میں۔ میں فارغ ہوں۔②

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ میرے دوست عارف کی معروف پر آنکھ لگ گئی۔ جب اس کی آنکھ ہے کہتا ہے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ تیری ہی عبادت کرتے ہیں غیروں سے ہمارا کیا واِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ایک مسئلہ یاد آگیا ہے کہ کوئی کام شروع کیا جاتا ہے تو مدد پہلے ہوتی ہے کام بعد میں۔ یعنی عبادت کرتے ہیں اور مدد کس کی۔ اب اے اللہ تیری ذات تک تو میں پہنچ چکا ہوں۔

---

① اورده الشيخ شهاب الدين محمود ابن عبد الله الحسيني الآلوسي في تفسيره الروح المعاني ج 15 ص 219 بلفظ لولاك لما خلقت الأفلاك، واورده الشيخ محمد ثناء الله العثماني المظهري في التفسير المظهرى ج 1 ص 4254 بلفظ وفى الحديث القدسي لولاك لما خلقت الافلاك ولما أظهرت الربوبية.

② لعل الشيخ اشار الي هذا الحديث المباركة التي اخرجها ابن ماجة في سننه عَنْ عَلْقَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ، قَالَ : اضْطَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ ، عَلَى حَصِيرٍ فَأَثَّرَ فِي جِلْدِهِ ، فَقُلْتُ : بِأَبِي وَأُمِّي ، يَا رَسُولَ اللهِ ، لَوْ كُنْتَ آذَنْتَنَا فَفَرَشْنَا لَكَ عَلَيْهِ شَيْئًا يَقِيكَ مِنْهُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ : مَا أَنَا وَالدُّنْيَا , إِنَّمَا أَنَا وَالدُّنْيَا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا.

اِیَّاکَ نَعْبُدُ اے میرے مولا تیرے قرب میں آگیا ہوں۔ تیرے وصال میں آگیا ہوں۔ لیکن ڈرتا ہوں شیطان سے مجھے لغزش نہ دیوے و اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ؕ تیری مدد مانگتا ہوں۔

اب تیری دربار میں رہنے سے تیری مدد ہوگی کہ میں کامیاب ہوجاؤں۔ تیری نظر نہیں تو میری کامیابی نہیں ہے۔ اب سالک کو چاہیے جب اللہ تعالیٰ کا وصال اور کمالات حاصل کرے، شیطان سے ڈرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا رہے۔ آپ نے سمجھ لیا؟

**اے فقیرو!** عبادت ایسی کرنی چاہیے کہ ایسے سمجھو کہ میں خدا کو دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ نہیں ہوتا تو سمجھیں خدا تو دیکھ رہا ہے۔ حضرات! دنیا فانی ہے اور میرا دوست! میں تیرا خیر خواہ ہوں۔ مجھے پیر نہ کہنا میں پیر بننے کیلئے کرسی پر نہ بیٹھا ہوں۔ میں پیر نہیں۔ کون کہتا ہے پیر ہے؟! میں تو ایک ادنیٰ غلام ہوں میں ایک فقیر ہوں۔ جماعت اولیاء کی طرف سے قاصد ہوں۔ اللہ اور رسول کے پیغام پہنچانے کیلئے آیا ہوں۔ نہ تو میں پیر بننے کیلئے آیا ہوں نہ قطب بننے کیلئے آیا ہوں۔ خدا کی قسم میں قطب بننے کیلئے نہیں آیا۔ میں تیری خدمت کرنے کیلئے آیا ہوں۔ تیرے دروازے پر بلا بلا کر خدا اپنے محبوب سرکار پروردگار کا حکم سناتا ہوں۔ ارے کچھ غور کرنا میں عزت پانے کیلئے نہیں آیا۔ تم کو عزت دلانے کیلئے آیا ہوں۔ اگر عزت ہے تو رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں ہے۔ اگر آپ نے عزت پانی ہے تو رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے طرف جائیں۔ مجھے پیر کہتے رہو گے کیا ہوگا میں پیر نہیں ہوں۔ اعلان کرتا ہوں ہر ایک کو معلوم ہو کہ فقیر ہوں۔ جناب اولیاء طائفہء اولیاء اہل اللہ کی طرف سے انہوں نے مقرر کر دیا۔ میرے شیخ نے فرمادیا یہ پیغام سناتے جاؤ۔ میں تو پیغام رساں ہوں کہ پیر بننے کیلئے نہیں آیا۔

اگر آپ نے اللہ کو ملنا ہے رسول اللہ ﷺ کو ملنا ہے تو قرآن پر چلو۔ یہ قرآن آپ کو اللہ رسول سے ملائیگا۔ اے مسلمانا دیکھئے سبحان اللہ ذرا غور سے دیکھئے قرآن کی ابتدا کس حرف سے ہے "ب" سے ہے۔ انتہا قرآن کی "س" سے ہے۔ "ب" سے بسم اللہ ابتدا ہے قرآن کی۔ والناس "س" پر ختم ہے۔ "ب" سے ابتدا ہے "س" سے انتہا ہے۔ "ب" اور "س" کو جمع کر کیا ہوا بس پھر ترقیب مقلوبی کو بنجائے گا حسبک۔ اے مؤمن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے مؤمن اے میری مخلوق تم کو اس جہان میں قرآن کافی ہے۔ "ب" اور "س" کے اشارے کا مطلب یہ ہے "ب" سے ابتدا ہوئی "س" پر

انتہا ہوئی۔ اے مؤمن تیرے لئے اسی جہان میں روشنی کریگا روشنی پہنچائیگا یہ قرآن وہاں آخرت میں انعام دلائے گا۔ قرآن یہاں بھی قرآن ہے، وہاں بھی قرآن ہے۔

وہاں ملانے والا قرآن، یہاں راستہ دکھانے والا قرآن، یار کی طرف لیجانے والا قرآن، آپ کو راستہ دکھانے والا قرآن، رب سے ملانے والا قرآن، شفاعت کرنے والا قرآن، انعام دلانے والا قرآن۔

**اے مسلمانو!** قرآن کو پکڑنا۔ یہ بات منظور ہے فقیر کی، بولو۔

خدا کی قسم قرآن پر عمل کر قرآن کے حکم کا منتظر رہ۔ اگر تو اپنے خالق کو راضی کرنا چاہتا ہے تو قرآن کے سامنے جھک جا اور قرآن کے حکم کا منتظر رہ۔ قرآن کیا حکم دیتا ہے، مالک کیا حکم دیتا ہے۔ یہ حکم نامہ ہے حضرت رب العالمین تعالیٰ شانہ کا کیا حکم ہے اور رسول اللہ ﷺ کیا بولتا ہے۔

**میرے دوستو!** بات شاید بھول نہ جاؤ یہ لوگ آتے ہیں قدموں پر گر جاتے ہیں۔ ہائے افسوس تمہارا ہمارا ملنا تھا اللہ کی رضا کیلئے ہم ملنے جلنے میں وہ بات پیدا کریں، وہ دستور جاری رکھیں کہ جس دستور مطابق اللہ اور رسول راضی ہوں ملاقات ایسی صورت میں کرے۔ جتنی ملاقات ہماری ہوتی رہے شریعت کے موافق۔ خدا کی قسم ایمان بھی بڑھتا رہے اور تیرے انوار قلبی بھی جاری رہیں۔ ارے سمجھا یا نہیں؟ اگر قرآن کے خلاف ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کے خلاف ملاقات ہوگی شاید ایمان بھی چلا جائے۔ ملنے میں کیا فائدہ۔ اب ملو جیسا رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ اس کے فرمان مطابق ملو۔ آپ کا ہمارا بیٹھنا بھی رسول اللہ ﷺ کے فرمان بموجب ہونا چاہیے اور تمہارا ہمارا ملنا بھی رسول اللہ ﷺ کے فرمان مطابق ہونا چاہیے۔ اگر اس کے خلاف ہوا تو مالک تو ناراض ہو گیا تو نفع کیا ہوا۔

ملو مگر پیروں پر گرنا سخت ممنوع ہے۔ اگر گرنا ہے اگر سجدہ کرنا ہے خدا کی ذات کیلئے ہے۔ غیر اللہ کیلئے نہیں ہے کچھ بھی ہو جائے۔

**خبردار میرے دوست!** یہ پیشانی کو رکھنا، جھک جانا خدا کیلئے ہے، اپنے معبود کیلئے ہے۔ اگر غیروں کے آگے جھکے گا تو ایمان نکل جائیگا۔ سمجھے یہ مسئلہ کیسے ملیں؟ السلام علیکم ہاتھ ملاؤ۔ یہ مسنون ہے۔ رسول اللہ ﷺ مصافحہ بھی فرماتے تھے اور کبھی کبھی معانقہ بھی کر لیتے تھے۔ سینے مبارک سے لگا لیتے تھے۔ معانقہ کرنا مسنون ہے ہاتھوں سے مصافحہ کرنا مسنون ہے۔ اگر اس کے خلاف ملاقات ہوئی تو

اللہ اور رسول اللہ ﷺ ناراض ہوگا پھر تم کو فائدہ کیا ہوا۔ نہ تم کو فائدہ نہ مجھ کو فائدہ، ملاقات وہ کریں جس پر محبوب راضی ہو۔

مصافحہ کرنے سے یاد رکھئے سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں مصافحہ کرتے وقت ہاتھوں کے گناہ گرجاتے ہیں۔ کیوں سنت پر عمل نہ کریں۔ موافق شریعت ہو۔ یاد رکھو یہ اس کو سنت نہ سمجھنا کہ بار بار ملنا یہ بدعت ہے۔ ہر نماز کے بعد ملنا، ملے جو نیا ہے ہاں اگر محبت کا تقاضہ ہے بے اختیار ہے وہ بات اور ہے۔ تقاضہ محبت اور ہے، تقاضہ محبت سمجھ کر مجبور ہو گیا ہے تو اور بات ہے۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ بار بار نہ ملے ہر نماز کے بعد مصافحہ نہ کرو۔ بس ایک مرتبہ مصافحہ ہو گیا۔

**میرے دوستو !** اس وقت کو غنیمت سمجھو، اجل کا پتا نہیں کس وقت سر پر آجائے۔ اے مسافر! دنیا پر دل مت لگاؤ۔ حضرات سنئے غذا کیا ہے روحانی غذا کیا ہے عبادت۔ لکھتے ہیں کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ کیوں مقدم ہوا؟ ایک تو حادث ہے۔ بندہ حادث ہے بندگی بھی حادث ہے وہ ذات قدیم ہے، قدیم ذات کو مقدم کیا گیا۔ اِيَّاكَ کو نَعْبُدُ بندگی بھی حادث بندہ بھی حادث اور اسلئے تقدیم محو کو تاخیر اسلئے وہ ذات قدیم ہے۔ اس لئے ضمیر منفصل کو مقدم کیا گیا۔ مگر عالم لوگ سمجھیں خیر یہ دوسرا مسئلہ ہے۔

اب یہ عرض کرتا ہوں حضرات فقراء کی خدمت میں یہ عاجز آپ سے دنیا کا چندہ نہیں کرتا پیسے نہیں مانگتا۔ آپ کو بزرگ کہلانے کیلئے نہیں بیٹھا سن لو۔ لیکن اگر ایمان تازہ کرنا ہے اللہ تعالیٰ کی محبت، اللہ کی معرفت، سرکار دو جہاں ﷺ کی اطاعت اور اس کا قرب چاہتے ہو تو فقیر جو کچھ کہے اس پر عمل کرو۔ میں آپ سے کچھ نہیں مانگتا۔ وقت اخیر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ

**اے فقیرو!** کچھ ساماں لو جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ یہاں تو عارضی ہے چند دن کا قیام ہے۔ پھر آپ نے آگے جانا ہے۔ اے مسافرو! سفر پر دل مت لگاؤ۔ اے مسافرو! تم راہ رواں ہو۔ تمہیں آگے بڑھنا ہے آگے جانا ہے۔

پہلی منزل سکرات ہے یہ منزل ہے آپ کی آئے گی۔ پھر دوسری منزل قبر کی اکیلی رات ہے۔ پھر درگاہ پھر دربار سرکار پروردگار میں ذرے ذرے کا حساب ہونا ہے۔ تم خواب میں کیسے پڑ گئے ! [1]

---

[1] سندن هي تقرير ٽيپ رڪارڊر جي ڪيسٽ تان نقل ڪئي وئي آهي.